بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام ربانی اور فیضان کمالات نبوت

(مکتوبات کی روشنی میں)

ابوالسرور محمد مسرور احمد

(چیرمین، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی)

بموقع

عالمی کانفرنس

۱۴۲۷ھ

۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء بروز جمعہ بوقت ڈھائی بجے دن

بمقام ایوان غالب ماتا سندری روڈ نئی دہلی ۲.

زیر اہتمام

المجد اکیڈمی (انٹرنیشنل) دہلی

خط و کتابت: 6496 فتحپوری مسجد، چاندنی چوک دہلی۔ 110006 (انڈیا)

فون فیکس: 23979610,23918322 موبائل: 9810786333

e-mail:mukarram@bol.net.in

muazzam@bol.net.in

امام ربانی اور فیضان کمالات نبوت

(مکتوبات کی روشنی میں)

ابوالسرور محمد مسرور احمد

(چیئرمین امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربار عالی شان

چہ عالیشان دربار امام دین ربّانی
مَلائک صف بہ صف استادہ اینجا بہر دربانی

چُو دیدہ طوطیِ ہندوستان آن خواجہٗ باقی
شکر دادہ بہ منقارِ اذان شد شیر یزدانی

محمد مصطفیٰ ختم الرُسُل آمد دریں عالم
مجدّد الف ثانی آمد از بہر نگہبانی

جہانگیرِ زمان بر دست توبہ کرد در آخر
شُدآگاہِ حقیقت دیگر از رازِ جہان بانی

عَیاںست نُورِ ذات رَحمت للعٰلمین اینجا
کہ تقلیدِ محمد کرد احمد شیخ لاثانی

کہ ہستد یا چہ شانِ شہت پس جائے ادب ایں است
مگوئی کلمہٗ بسیار اے دل گرمی دانی

شجاعؔ اونی گدائے بر سرِ بازار می گویم
گدائے ایں درِ دولت کند ہر جا سُلیمانی

(بشکریہ ابو غلام محمد نقشبندی مجددی، ایڈووکیٹ، مدھیہ پردیش، بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

امام ربانی اور فیضانِ کمالاتِ نبوت

(مکتوبات کی روشنی میں)

ابوالسرور محمد مسرور احمد

(چیئرمین، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی)

☆☆

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کی ذات گرامی تاریخ اسلام میں نہایت ہی ممتاز ہے۔ آپ کے مقامات عالیہ کا ادراک ممکن نہیں۔ کیوں کہ جس مقام سے آپ گفتگو فرماتے ہیں وہاں تک رسائی عوام تو عوام خواص بلکہ اخص الخواص کے لیے بھی ممکن نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر سلاسل طریقت میں بیعت واجازت کے بعد ۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء میں دہلی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ آپ نے پہلی ملاقات میں محسوس کرلیا کہ یہ باکمال صحبت بلندیوں تک لے جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ اجل خواجہ محمد ہاشم کشمی (م ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء) سے فرمایا:

> ''جس روز سے فقیر نے اپنے خواجہ قدس اللہ سرہ کی خدمت عالی میں تعلیم طریقت حاصل کرنی شروع کی اسی روز مجھے یقین ہوگیا تھا کہ عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھ کو راہ طریقت کی معراج تک پہنچا دے گا۔ ہر چند کہ اپنے اعمال واحوال پر نظر جاتی تو اس یقین کی نفی کرتا مگر چین نہیں آتا اور زبان پر اکثر یہ شعر رہتا۔''

ازیں نورے کہ از تو بر دلم تافت
یقیں دانم کہ آخر خوا ہمت یافت[1]

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء میں کابل سے دہلی جارہے تھے جب سرہند شریف سے گزرہوا تو جو کچھ آپ نے مشاہدہ فرمایا اس کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اس طرح ذکر فرمایا:

''فقیر نے دیکھا کہ ایک بڑا چراغ روشن کیا گیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی بڑھتی گئی۔ لوگ ہزاروں چراغ اس سے روشن کر رہے ہیں حتی کہ میں سرہند کے قریب پہنچا تو وہاں کے دشت و در کو چراغوں سے منور پایا۔ یہ اشارہ بھی تمہاری ہی طرف تھا۔''[2]

اس میں شک نہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو پہچانا اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو پہچانا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض روحانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد اس قسم کی صحبت اور تربیت وارشاد ہرگز کہیں نہیں دیکھی گئی ہوگی۔ فقیر اس نعمت پر خدا کا شکرادا کرتا ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا لیکن اس صحبت کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہا۔''[3]

اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مقامات عالیہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے یہ پیش گوئی فرماتے ہیں:

''ایسا معلوم ہوتا کہ وہ آگے چل کر ایک ایسا چراغ بن جائیں گے جس سے جہاں روشن ہوں گے۔ الحمد للہ! اُن کے احوال کامل کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہوگیا ہے۔''[4] (کہ ایسا ہی ہوگا)۔

بلکہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہاں تک

تحریر فرمایا جو نہایت ہی حیران کن ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میاں شیخ احمد! ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے بہت سے تارے اُن کی روشنی میں گم ہیں۔''۵

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مقامات عالیہ کا بطور تحدیث نعمت خود ذکر فرمایا ہے۔ آپ ایک مکتوب شریف میں قرب نبوت اور قرب ولایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ راستے جو جناب اقدس کی طرف پہچانے والے ہیں دو ہیں۔ ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قربِ نبوت علیٰ اربابھا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور وہ اصل الاصل تک پہچانے والا۔ اس راہ کے واصلین باالاصالت انبیاء علیہم التسلیمات ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں۔ اگر چہ وہ قلیل بلکہ اقل (بہت ہی کم) ہیں۔ اور اس راہ میں توسط اور حیلولہ نہیں ہے اور جو کوئی بھی ان واصلوں میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی توسط کے اصل سے اخذ کرتا ہے اور کوئی دوسرے کے لیے حائل نہیں ہے۔

اور دوسرا راستہ قرب ولایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اقطاب، اوتاد، ابدال و نجباء اور عام اولیاء اللہ سب اسی راہ سے واصل ہوئے ہیں اور راہ سلوک سے مراد یہی راہ ہے بلکہ جذبہء متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور توسط و حیلولہ بھی اسی راہ میں ثابت ہے۔''۶

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک مکتوب شریف میں اپنی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ممکن ہے کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچ جائے اور دونوں معاملات میں شریک ہو اور انبیاء علیہم التسلیمات کے طفیل اس کو وہاں بھی جگہ دے دی جائے اور کارخانے کو اس سے وابستہ کر دیں اور اس جگہ کا معاملہ اس سے متعلق کر دیا جائے۔''۷

پھر ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اے فرزند! کمالات نبوت کا حصول محض بخشش اور اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے کسب وعمل کو اس دولتِ عظمیٰ کے حصول میں کچھ دخل نہیں۔''٨

پھر اسی مکتوب شریف میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ اس بخشش کا حصول انبیاء علیہم التسلیمات کے حق میں بلا واسطہ ہے اور انبیاء علیہم التحیات کے اصحاب کے حق میں جو تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف ہوے ہیں وہ بھی ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات کے توسط سے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور اُن کے اصحاب کے بعد بہت کم حضرات اس دولت سے مشرف ہوے ہیں۔ اگرچہ جائز ہے کہ کسی دوسرے کو بھی تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت سے سرفراز کیا جائے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اس دولت نے کبار تابعین پر بھی اپنا پرتَو ڈالا ہے اور اکابر تبع تابعین پر بھی سایہ فگن ہوئی ہے۔ بعد ازاں یہ دولت پوشیدہ ہوگئی حتیٰ کہ آنسرور علیہ وعلیٰ والتسلیمات کی بعثت سے الف ثانی کی باری آگئی اور اس وقت پھر وہ دولت تبعیت و وراثت کے طور پر منصۂ شہود میں آگئی اور آخر (زمانے) کو اول (زمانے) کے مشابہ بنادیا ہے۔''٩

سبحان اللہ! وہ دولت گرامی جو اکابر تبع تابعین کے بعد پوشیدہ ہوگئی تھی وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں پھر ظاہر ہوئی اور آپ کو تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت سے سرفراز کیا گیا اور آپ کا مبارک دور اس دولت کی برکت سے ''خیر القرون قرنی'' کا مظہر بن گیا۔ ایک اور مکتوب شریف میں اس دولت عظمیٰ کا ذکر کرتے ہوے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ دولت جس کے پوشیدہ رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء

علیہم التسلیمات کے مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس کی ہوئی ہے اور ملائکہ،
ملاء اعلیٰ علیٰ نبینا وعلیہم التسلیمات بھی اس دولت میں شریک ہیں اور
انبیاء علیہم التسلیمات کی متابعت کرنے والوں میں سے جس کو اس
دولت سے مشرف فرمائیں وہ بھی اس دولت میں شریک ہے۔'' ١٠

کمالاتِ نبوت سے مستفیض ہونے کے بعد آپ کے مشاہدات کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا، آپ ماضی کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں، حال کو بھی اور مستقبل کو بھی۔ ماضی میں ازل پر نظر ہے، فرماتے ہیں:

''کشفِ صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آں سرور علیہ وآلہ والتسلیمات کی
پیدائش اسی امکان سے ہوئی کہ جس کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے نہ
کہ ایسے امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے اور جس قدر
بھی دقتِ نظر سے ممکنات عالم کے صحیفے کا مطالعہ کیا جاتا ہے
آں سرور علیہ وآلہ والصلوٰۃ والسلام کا وجود شریف وہاں مشہود نہیں ہوتا
بلکہ آپ کی خلقت وامکان کا منشاء صفات اضافیہ کا وجود اور ان کا
امکان محسوس ہوتا ہے اور چونکہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا
وجود عالم ممکنات سے نہیں ہے بلکہ اس عالم کے فوق سے ہے تو لازمی
طور پر آپ علیہ وعلیٰ آلہ والتسلیمات کا سایہ نہ تھا۔'' ١١

اور اسی عالم میں سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

''اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے تو کوئی
ایسی جگہ نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ والصلوٰۃ
والسلام کی دعوت کا نور آفتاب کی طرح سب جگہ پہنچا ہے حتیٰ کہ
یاجوج ماجوج میں بھی جن کے درمیان دیوار حائل ہے پہنچا ہوا
ہے۔'' ١٢

پھر اسی مکتوب شریف میں اُمم ماضیہ کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور گذشتہ امتوں میں بھی ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہی ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں یہاں تک کہ زمینِ ہند میں بھی جو کہ اس معاملے سے دور دکھائی دیتی ہے معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اہل ہند سے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور شان جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔''۱۳

یہ چند مثالیں آپ کی نظر گرامی کی ہیں جو ماضی کو دیکھ رہی تھیں اور حال پر بھی آپ کی نظر تھی چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم التسلیمات کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں۔''۱۴ (اگر فقیر ان شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے)۔

پھر اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''اور دیکھتا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر صرف ایک آدمی ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف دو شخص ہوئے ہیں اور بعض پر صرف تین آدمی ایمان لائے ہیں۔ تین آدمیوں سے زیادہ نظر نہیں آتے جو کسی ایک پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تاکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوتے۔''۱۵

اسی طرح سرہند شریف میں آپ نے انوار الٰہیہ کا مشاہدہ فرمایا جس کی تفصیل ایک مکتوب شریف میں اس طرح بیان فرمائی ہے۔

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ البرکۃ کے طفیل شہر سرہند جو کہ میری جائے پیدائش ہے۔۔۔ اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر بلندی (فضیلت) بخشی گئی

ہے، اور اس زمین میں بے صفتی و بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور
پر رکھا گیا ہے اور وہ نور اُس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی
پاک و مقدس زمین سے روشن و درخشاں ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب ۲۲)

جس طرح آپ کی نظر ماضی پر تھی اِسی طرح آپ کی نظر حال پر تھی اور مستقبل پر بھی۔ وصال سے چند ماہ قبل ۱۵ر شعبان المعظم کی رات آپ وضو فرما رہے تھے۔ رفیقہء حیات ساتھ کھڑی ہوئی تھیں اور یہ فرما رہی تھیں:

''نہ معلوم خدا نے آج کس کس کے نام ورق ھستی سے مٹائے ہوں گے؟''۱۶

یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا:

''تم یہ بات شک اور تردّد سے کہہ رہی ہو، اس شخص کا کیا حال ہوگا جو یہ دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ صحیفہء ھستی سے اُس کا نام مٹا دیا گیا ہے۔''۱۷

آپ نے ۱۵ر شعبان المعظم کی رات یہ فرمایا اور ۲۹ر صفر المظفر کو آپ کا وصال ہو گیا دوسرے سال کا شعبان المعظم نہیں آیا، اللہ اکبر! آپ کی نظر لوح محفوظ پر بھی ہے۔ ایک عقیدت مند آپ کے حضور یہ کہہ رہے تھے میرا ارادہ امسال حج بیت اللہ کا ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا:

''مقام عرفات میں آپ نظر نہیں آتے ہیں۔''۱۸

ابھی تو واقعہ گزرا بھی نہیں مگر آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، یہ ہے فیضان کمالات نبوت۔ کئی سال تک وہ حضرت حج کا ارادہ کرتے رہے مگر ان کا جانا نہ ہو سکا، جس فیضان نبوت نے آپ کو یہ نظر عطا فرمائی اسی فیضان نبوت کی وجہ سے آپ پر وارد ہونے والے اسرار و معارف کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ پڑھ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے، کسی عارف کے کلام میں یہ باتیں نظر نہیں آتیں۔ ایک مکتوب شریف میں انہی اسرار و معارف کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا رہتا ہے ان میں سے بیشتر حصہ

تحریر ہوتا ہے اور ہر اہل اور نااہل کے گوش گزار ہوتا رہتا ہے لیکن وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے اس کا ذرا سا حصہ بھی اظہار نہیں کیا جا سکتا، بلکہ رمز و اشارے سے ان دقائق کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔"[۱۹]

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ معارف جس طرح فکر و نظر سے بالا ہیں اسی طرح کشف و شہود کے اطوار سے بھی ماورا ہیں، نیز اربابِ کشف و شہود ان علوم کو سمجھنے میں اربابِ علم و عقل کی طرح ہیں اِن کے لیے نبوت کی فراست کا نور درکار ہے۔ جو انبیاء علیہم التسلیمات کی متابعت کی دولت سے ان حقائق کو سمجھنے کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور ان علوم و معارف کو حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔"[۲۰]

وہ علوم و معارف جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے انہی کا فیضان یہاں بھی نظر آتا ہے۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

"حق تعالیٰ جل شانہ کے دقیق اسرار ہیں جن کو وہ اپنے اخص الخواص بندوں پر ظاہر فرماتا ہے اور کسی نامحرم کا اُن کے پاس سے بھی گزر نہیں ہو سکتا۔ حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے جو کہ رحمت عالمیان ہیں اپنی کمال معرفت اور وفور قدرت سے ان اسرار کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے درمیان بیان فرمایا اور سننے والوں کی قابلیت کو محسوس فرما کر ان پوشیدہ موتیوں کو ان پر نثار کر دیا۔ مجھ جیسا مفلس بے بضاعت ان اسرار کے ذکر اور خطروں سے ہراساں و لرزاں ہے اور اپنی اس خرابی اور آوارگی کے باوجود ان عالی مطالب کے ساتھ کسی طرح بھی اپنی مناسبت نہیں پاتا۔ ہاں خداوند جل شانہ کے شایان شان یہی ہے اور خدائے تعالیٰ کو ایسا ہی

کرم زیب دیتا ہے۔"[21]

ایک اور مکتوب شریف میں ان اسرار و معارف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو کاروبار اس ولایت سے وابستہ ہے اگر اس میں سے تھوڑا سا بھی ظاہر کر دیا جائے یا وہ معاملات جو ان دونوں ولایتوں سے وابستہ ہیں اگر اشارے کے طور پر بھی ان کو ظاہر کر دیا جائے تو نرخرہ کاٹ دیا جائے اور حلق ذبح کر دیا جائے۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض علوم کے اظہار میں جو انھوں نے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیے ہیں قَطِعَ الْبَلْعُوْم (نرخرہ کاٹ دیا جائے فرمایا) تو دوسروں کے متعلق کیا کہا جائے۔"[22]

پھر اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

وہ خداوند کریم قدیم الاحسان اور ارحم الراحمین اس بات پر بھی قادر ہے مجھ جیسے پس ماندہ کو سابقوں کے درجات تک پہنچا دے اور ان کے طفیل ان کی دولت کا شریک کر دے۔"[23]

انہی مقامات عالیہ کی سرفرازی کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال کرم سے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور اپنی خاص عنایتوں سے نوازا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۸ء اور ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۱۹ء کے درمیان جب جہانگیر بادشاہ کی خواہش پر اس کے شاہی قافلے کے ساتھ تھے اسی زمانے میں آپ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا اور مقام شفاعت سے بھی حصہ عطا فرمایا اس کرم نوازی کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جو اپنائیت اور محبت و شفقت عطا فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"اور مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں اور آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام باہم ایک ہی جگہ باپ بیٹے کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت

علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میرے لیے کچھ اجنبی نہیں ہیں اور میں اس اجازت نامے کو لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر محرم فرزندوں کی طرح اُن کے حرم شریف میں داخل ہوا ہوں۔ امہات المؤمنین میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ سے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بعض خدمات کے لیے بڑے اہتمام سے حکم فرماتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں تیرا انتظار کر رہی تھی، اس اس طرح کرنا چاہیے۔''[۲۴]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے ارشادات کی روشنی میں قرب نبوت اور کمالات نبوت کے فیض سے مستفیض ہوئے، خوب نوازے گئے اور اُن اسرار و معارف اور علوم سے سرفراز ہوئے جن کو نہ کوئی زبان بیان کرسکتی ہے نہ کوئی کان سن سکتا ہے، نہ کوئی دماغ سمجھ سکتا ہے۔ آپ اپنے مکتوبات شریف کی روشنی میں اکابر تبع تابعین کے بعد اس نعمت سے سرفراز ہو کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں منفرد و ممتاز ہوئے۔

آپ کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے حالات، افکار و خدمات کی تفصیلات گیارہ ضخیم جلدوں میں نہ سما سکیں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ یہ عظیم انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' (علیہ الرحمۃ) کے نام سے امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی (پاکستان) شائع کر رہی ہے۔ ۲۰۰۵ء میں سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ چار جلدیں ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پردہ فرمائے ہوئے آج تقریباً چار سو سال گزر چکے ہیں۔ آپ کے نعرۂ تکبیر کی گونج دنیا میں اب تک سنی جا رہی ہے۔ اسلامی دنیا میں آزادی کی تحریکیں آپ ہی سے فیض یافتہ ہیں اس لیے ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا تھا:

تو میری رات کو آفتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

☆......☆......☆

حواشی

۱......خواجہ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵

۲......ایضاً، ص ۱۴۱

۳......احمد سرہندی، مجدد الف ثانی: مبداء و معاد، ص ۶۷

۴......زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵

۵......خواجہ احمد حسین خاں: جواہر مجددیہ، ص ۱۲۰

۶......احمد سرہندی، مجدد الف ثانی: مکتوبات جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۲۳

۷......مکتوبات امام ربانی: جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۲۳

۸......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۳۰۱

۹......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۳۰۱

۱۰......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۷

۱۱......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۰

۱۲......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹

۱۳......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹

۱۴......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹

۱۵......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹

۱۶......وصال احمدی، ص ۴۔۵

۱۷......ایضاً

۱۸......جواہر مجددیہ: ص ۱۲۱

۱۹......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۷

۲۰......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۷۶

۲۱......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵

۲۲......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵

۲۳......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵

۲۴......مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۶

مآخذ ومراجع

۱......احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ امرتسر ۱۳۱۳ھ/ ۱۹۱۴ء و کراچی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء

۲......احمد سرہندی: مبداء و معاد، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء

۳......احمد حسین خان خواجہ: جواہر مجددیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

۴......بدرالدین سرہندی، خواجہ: حضرات القدس، مطبوعہ لاہور ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء

۵......بدرالدین سرہندی، خواجہ: وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۹۶ھ

۶......عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: مجموعہ مکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۲ء

۷......عبدالقادر بدایونی، ملا: منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء

۸......محمد اقبال مجددی: مقامات معصومی، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء

۹......محمد ہاشم کشمی، خواجہ: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (النور: ۳۵)

نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے

نورٌ علی نور

کرمطلب

مرقعاتِ جہانِ امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ

مرتبہ

ابو السرور محمد مسرور احمد

امامِ ربانی فاؤنڈیشن کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (روم: ۲۲)

بیشک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے

جہانِ امامِ ربّانی

کرم

مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

افتتاحیہ : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبین

صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد

مولانا جاوید اقبال مظہری

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظر ثانی

محمد عالم مختار حق

امام ربّانی فاؤنڈیشن کراچی ، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء